کیا اللہ رب العزت کے سمجھانے کے باوجود اس خوش فہمی میں مبتلا رہنے کا کوئی جواز ہے کہ اہل کتاب ایمان لے آئیں گے؟

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اہل کتاب کے متعلق انتہائی مایوس کن باتوں سے مطلع فرمایا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَـٰبٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ
عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَـٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾

''اور جب اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن مجید) آئی جو تصدیق کرتی ہے اس کی جو ان کے پاس تھی۔ اوراس سے قبل کافروں پر فیصلہ کن برتری، غلبہ مانگتے تھے۔ پھر جب ان کے پاس وہ (آخری نبی اور قرآنِ مجید) آ گیا تو انہوں نے پہچان لینے کے باوجود اس کا انکار کر دیا۔ سو لعنت ہے انکار کرنے والوں پر'' (البقرۃ۔۸۹)

بنی اسرائیل کی فطرت اور ان کی اندرونی کیفیت ونفسیات کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی بعثت اور نزولِ قرآن مجید سے قبل بنی اسرائیل اپنے مقابل جنہیں کافر سمجھتے تھے وہ اہلِ عرب تھے جن پر علمی، فکری اور ہر طرح سے فیصلہ کن غلبہ اور برتری حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور کتاب آنے کے منتظر تھے۔ کافروں پر فیصلہ کن غلبہ ان کی سوچ کا محور تھا۔ اور جب کتاب اسماعیل علیہ السلام کی مسلم اولاد میں سے اللہ کے مختص بندے آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر نازل فرمادی گئی تو ان کی آس اور امیدوں پر پانی پھر گیا اور حسد اور بغض کی آگ میں جل اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو اس قدر پہچان لینے کے باوجود جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچاننے میں غلطی نہیں کرتا ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ قرآنِ مجید میں بیان کردہ قصہ آدم وابلیس کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ زمین پر بنی اسرائیل کی اکثریت نے ویسی ہی سوچ، رویئے اور روش کا مظاہرہ کر کے اصل میں وہی پرانا قصہ دہرایا ہے۔

بِئْسَمَا ٱشْتَرَوْا۟ بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا۟ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ
عَلَىٰ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ فَبَآءُو بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَـٰفِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٩٠﴾

'' کتنی بری ہے وہ بات جس کے عوض انہوں نے اپنا سودا کیا ہے! وہ یہ کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کا غصے سے انکار (صرف اس جلن اور حسد سے) کر دیں کہ اللہ اپنا فضل (آخری کتاب قرآنِ عظیم) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کر دیتا ہے۔ اس بنا پر اب وہ غضب در غضب میں لوٹ آئے ہیں اور کافروں کے لئے ذلت بھرا عذاب ہے'' (البقرۃ۔۹۰)

ضدی انسانوں کی خواہشیں جب دم توڑتی ہیں، خواب جب بکھرتے ہیں تو اضطراب اتنا عمیق اور گہرا ہوتا ہے کہ جذبات عقل و شعور پر حکمران ہو جاتے ہیں اور ضد بغاوت کا روپ دھار لیتی ہے۔ جب دیکھا کہ جن کا انتظار تھا وہ مکۃ المکرمہ کے امیین میں سے

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ ہیں جو بمعہ کتاب مبین اور نور کے تشریف لے آئے ہیں تو ان کی مکۃ المکرّمہ اور گردونواح کے کفار پر غلبہ پانے کی خواہشوں اور آرزوں پر اوس پڑگئی اور طویل عرصے کے خواب بکھر گئے۔اور پھر انہوں نے ابلیس کو بھی شرمندہ کر دیا کہ اس زعم میں نہ رہے کہ کائنات میں وہ اکیلا ہے جو اپنی بڑائی اور فضیلت کے زعم اور گھمنڈ میں اللہ کے اس اختیار اور قدرت سے باغی ہو گیا تھا کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے اور آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔یہودیوں نے بھی اسی ضد میں اللہ کے اس اختیار اور قدرت سے اعلانِ بغاوت کرتے ہوئے کہ ''اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کر دیتا ہے'' آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ اور قرآنِ مجید پر ایمان لانے سے انکار کر دیا لیکن اس کا نتیجہ بھی شیطان رجیم کے حشر سے مختلف نہیں ہے ''پھر وہ غضب در غضب میں گھر گئے ہیں''۔

اہلِ کتاب میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کی ایمان والوں کے بارے میں سوچ کے متعلق بتایا:

مَّا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠٥﴾

''(اے اہلِ ایمان) اہلِ کتاب میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تمہارے رب کی طرف سے خیر میں سے تم پر نازل ہو۔لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چن لیتا ہے۔اور بے شک اللہ بڑے فضل والا ہے'' (البقرۃ۔۱۰۵)

اہل ایمان کو اہل کتاب کے خطرناک عزائم سے یوں خبر دار فرمایا:

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ

''اہلِ کتاب کی اکثریت باوجود اس کے کہ حق ان پر واضح ہو چکا ہے

صرف حسد کی بنا پر چاہتی ہے کہ کاش تمہیں ایمان لانے کے بعد کفر میں لوٹا دیں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۰۹)

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ

''پھر کیا یہ (اہل کتاب) دوسروں (امیین) سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا؟'' (حوالہ النساء۔۵۴)

سورۃ المائدہ کی آیت ۱۳ میں یہودیوں کی بداعمالیوں کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ

''اور ان میں تھوڑے آدمیوں کے علاوہ آپ ان کی دغابازی کی اطلاع پاتے رہیں گے''

واضح ہوا کہ سوائے چند لوگوں کے یہودیوں میں سے اکثر روز قیامت تک دغابازی میں لگے رہیں گے۔

اہل علم وفکر کیلئے غور طلب سوال ہے کہ جب اہل کتاب میثاق کے پابند ہونے کے باوجود صرف بغض اور حسد کی بناء پر آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر ایمان نہیں لائے، ان کی مدد اور اتباع نہیں کرتے، ان سے راضی نہیں ہوتے، ان کے قبلہ کعبہ معظّمہ کو نہیں مانتے اور خواہش رکھتے ہیں کہ اہل ایمان پر کوئی خیر نازل نہ ہو اور صرف حسد کی بناء پر چاہتے ہیں کہ اہل ایمان واپس کفر میں لوٹ جائیں اور ہر لمحہ ان کے خلاف دغابازیوں میں مصروف رہتے ہوں تو اہل ایمان کا ایسے لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ ایک دن ایمان لے آئیں گے کیا ایک خوش فہمی سے بڑھ کر کچھ کہلا سکتا ہے؟

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں لگی لپٹی رکھے بغیر واضح الفاظ میں اہل کتاب کے متعلق تلخ اور مایوس کن حقیقتوں کو دنیا کو بتا دیا ہے تاکہ اہل ایمان ان کے متعلق گمان، ظن اور خوش فہمیوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔ ارشاد فرمایا:

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا۟ لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَـٰمَ ٱللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُۥ مِنۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ (البقرۃ۔۷۵)

’’(اے ایمان والو!) تو کیا (ان کے متعلق یہ سب باتیں جاننے کے بعد بھی) تم اس بات کی خواہش رطمع کرتے ہو کہ وہ تمہاری خاطر ایمان لے آئیں۔ ان میں تو ایک فریق ایسا بھی ہے جو اللہ کا کلام سنتا ہے اور اسے سمجھنے کے بعد پھر جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتا ہے‘‘

جناب راغب نے کہا ہے کہ ’’طمع‘‘ کے معنی نفس انسانی کا کسی چیز کی طرف خواہش کے ساتھ میلان اور جھکاؤ ہوتے ہیں۔ اس میں حرص اور امید دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے معنی دل میں کسی چیز کی پُر زور امید کے ہیں۔ آرزو رکھنا، توقع رکھنا۔

اہل علم وفکر کی توجہ کا طالب یہ سوال ہے کہ ’’عیسیٰ علیہ السلام کی زمین پر واپسی‘‘ کا خیال کہیں اسی خواہش کا نتیجہ تو نہیں کہلائے گا؟ یہ سوال انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ کو اس تلخ حقیقت سے بھی آگاہ فرما دیا ہے:

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَـٰنًا وَكُفْرًا ۖ

’’اور جو آپ (ﷺ) کی طرف آپ کے رب نے نازل کیا ہے تو ان میں سے اکثریت سرکشی اور کفر ہی میں آگے بڑھے گی

فَلَا تَأْسَ عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَـٰفِرِينَ ۝ ’’اس لئے آپ (ﷺ) ان انکاری لوگوں پر افسوس نہ کریں‘‘ (حوالہ المائدہ۔۶۸)

اللہ رب العزت کی جانب سے آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کو دی گئی اس خبر کی موجودگی میں کہ قرآنِ مجید کے نزول سے اہلِ کتاب کی اکثریت سرکشی اور کفر میں زیادتی میں آگے ہی بڑھے گی، اس خیال کی گنجائش کیسے نکالی جاسکتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور آخر اہل کتاب من حیث القوم قرآنِ مجید کو مان لیں گے؟